

قبر کا بیان



مُحَمَّدُ أَقْبَالُ كِيدَانِي

17

کتاب احوال القبر

قبر گایان

محمد قبال کیلانی

حکایت پبلیکیشنز

2- شیش محل روڈ، لاہور، پاکستان

☎ 042-7232808 - 0300-4903927

فہرست

صفحہ نمبر	نام ابواب	اَسْمَاءُ الْاَبْوَابِ	بر شمار
9	بسم اللہ الرحمن الرحیم	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ	1
80	موت کو یاد کرنا مستحب ہے	ذِكْرُ الْمَوْتِ مُسْتَحَبٌّ	2
83	موت کی تمنا کرنا منع ہے	تَمَنِّي الْمَوْتِ مَمْنُوعٌ	3
85	موت کی سختیاں	سَكَرَاتُ الْمَوْتِ	4
87	مرتے وقت مومن کے اعزازات	مَكَارِمُ الْمُخْتَضِرِ	5
97	مرتے وقت کافر کی سزائیں	عِقَابَاتُ الْمُخْتَضِرِ	6
104	میت کا کلام کرنا اور سننا	كَلَامُ الْمَيِّتِ وَ سَمَاعُهُ	7
106	قبر کا مفہوم	مَعْنَى الْقَبْرِ	8
107	قبر کی نعمتیں حق ہیں	نَعِيمُ الْقَبْرِ حَقٌّ	9
109	عذاب قبر حق ہے	عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ	10
112	عذاب قبر، قرآن مجید کی روشنی میں	عَذَابُ الْقَبْرِ فِي ضَوْءِ الْقُرْآنِ	11
114	عذاب قبر کی شدت	هَيْدَةُ عَذَابِ الْقَبْرِ	12
117	کبیرہ گناہوں پر عذاب قبر ہوتا ہے	تَوْجِبُ الْكَبَائِرُ عَذَابَ الْقَبْرِ	13
118	قبر کے دو فرشتے منکر اور نکیر	مَلَكَ الْقَبْرِ مُنْكَرٌ وَ نَكِيرٌ	14

يَا اِخْوَانِي ! لِمِثْلِ هٰذَا فَاَعِدُّوْا

”اے میرے بھائیو!

اس جیسی جگہ (یعنی قبر) کے لئے تیاری کرلو“

اے سرسبز و شاداب دنیا میں عیش و عشرت کی زندگی بسر کرنے والو!

اے شیریں اور میٹھی دنیا کے ناز و نعم میں منہمک رہنے والو!

اے رنگین و دلفریب دنیا کے سراب میں جذب رہنے والو!

اے حسین و جمیل دنیا کے حسن و جمال میں کھونے والو!

اے دارالبقاء کو چھوڑ کر دارالفنا کا تعاقب کرنے والو!

عنقریب ہم ایک کٹھن گھاٹی..... موت..... سے گزر کر ایک طویل وادی پر خطر کا

سفر اختیار کرنے والے ہیں۔

* اس وادی پر خطر میں سیاہ رات جیسی تاریکی ہوگی۔

نہ سورج کی کرنیں ہوں گی، نہ چاند کی چاندنی ہوگی، نہ ستاروں کی لو ہوگی، نہ ققنوں

اے لوگو، جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہو!
بشیر اور نذیر بنا کر بھیجے گئے رسول..... حضرت محمد ﷺ..... کی بات ذرا غور سے

سنو!

﴿ مَا رَأَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ إِلَّا الْقَبْرَ أَفْظَعَ مِنْهُ ﴾

”میں نے قبر سے زیادہ سخت گھبراہٹ والی جگہ

اور کوئی نہیں دیکھی۔“ (ترمذی)

اے ہوش و گوش رکھنے والو.....!

اے دل اور دماغ رکھنے والو.....!

اے تنہائی، تاریکی اور وحشت کی وادی پر خطر میں قدم رکھنے والو.....!

سنو، بے بسی اور بے کسی کے اس سفر پر خطر میں ایمان اور نیک اعمال..... نماز،
زکاۃ، روزہ، حج، عمرہ، تلاوت قرآن، ادعیہ و اذکار، صدقہ و خیرات، نوافل،
اطاعت والدین، صلہ رحمی، یتیموں اور بیواؤں سے حسن سلوک، عدل و انصاف
، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وغیرہ..... ہی زاد سفر ہوں۔ گے، جو گھبراہٹ بھی
دور کریں گے، روشنی بھی دیں گے، تنہائی بھی دور کریں گے اور جسم و جان کے
لئے سامان راحت بھی مہیا کریں گے۔

پس اے وادی پر خطر کے مسافر و.....!

روانگی سے پہلے انسانوں کے سب سے بڑے محسن، سب سے بڑے مشفق،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْاَمِیْنِ

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ اَمَّا بَعْدُ !

اس دلفریب، آرام دہ اور پر آسائش زندگی کے بعد آنے والے تمام مراحل انتہائی کٹھن، تکلیف دہ اور المناک ہیں سب سے پہلا مرحلہ موت کا ہے۔ موت وہ کڑوا گھونٹ ہے جسے ہر جاندار نے پینا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ﴾

”ہر جاندار نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔“ (آل عمران، آیت 185)

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهُ)

”اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے۔“ (سورہ القصص، آیت 88)

مرنے کے بعد چونکہ کوئی شخص واپس نہیں پلٹتا اس لئے ٹھیک ٹھیک یہ بتانا کہ مرنے کی کیفیت کیا ہوتی ہے، ممکن نہیں البتہ قرآن و حدیث میں موت کی شدت اور سختی کا جو ذکر آیا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ دنیاوی زندگی کے سارے مصائب و آلام، سارے رنج و غم اور ساری تکلیفیں مصیبتیں اکٹھی کر دی جائیں تو موت کی تکلیف اور شدت ان سے زیادہ ہوگی۔

سورہ ق میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

زندگی کے آخری لمحات میں رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک میں لکنت آ گئی تھی۔ (ابن ماجہ)
حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ (فاتح مصر) اپنی زندگی میں اکثر کہا کرتے تھے۔ ”مجھے ان لوگوں پر تعجب ہے جن کے حواس موت کے وقت درست ہوتے ہیں مگر موت کی حقیقت بیان نہیں کرتے۔“ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ جب خود موت کے کنارے پہنچے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں ان کی بات یاد دلائی۔
حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے ٹھنڈی سانس لی اور کہنے لگے ”موت کی کیفیت ناقابل بیان ہے بس اتنا بتا سکتا ہوں کہ مجھے ایسا معلوم ہو رہا ہے گویا آسمان زمین پر ٹوٹ پڑا ہے اور میں دونوں کے درمیان پس رہا ہوں، میری گردن پر جیسے کوئی پہاڑ رکھا ہوا ہے پیٹ میں کھجور کے کانٹے بھرے ہوئے ہیں اور ایسے معلوم ہو رہا ہے جیسے میری سانس سوئی کے نا کے سے گزر رہی ہے۔“

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ”موت کا لمحہ دنیا و آخرت کی تمام ہولناکیوں سے زیادہ ہولناک ہے یہ آروں کے چیرنے سے زیادہ اذیت ناک، قینچیوں کے کانٹے سے زیادہ سخت اور ہنڈیوں کے اُبلنے سے زیادہ تکلیف دہ ہے اگر مردہ زندہ ہو کر لوگوں کو موت کی سختی سے آگاہ کر دے تو لوگوں کا آرام اور نیند ختم ہو جائے۔“

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ یہ دعا فرمایا کرتے تھے ((اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيَّ الْمَوْتَ)) ”یا اللہ! مجھ پر موت کی سختی آسان فرما۔“

رسول اکرم ﷺ نے مومن اور کافر کی موت کی الگ الگ کیفیت بیان فرمائی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب مومن کی موت کا وقت آتا ہے تو سورج کی طرح روشن چہروں والے فرشتے جنت سے معطر سفید ریشمی کفن اپنے ساتھ لاتے ہیں، آکر مومن آدمی کو السلام علیکم کہتے ہیں۔ ملک الموت روح قبض کرنے سے پہلے اسے خوشخبری دیتے ہیں ”اے پاک روح! خوش ہو جا تیرے لئے اللہ کی رحمتیں اور جنت کی نعمتیں ہیں۔“ یہ خوشخبری سن کر مومن آدمی کے دل میں اللہ تعالیٰ کے پاس جانے کی زبردست خواہش پیدا ہوتی ہے اور مومن آدمی کی روح جسم سے اس طرح نکل آتی ہے جس طرح مشکیزہ کا منہ کھول دینے سے پانی بہہ نکلتا ہے۔ فرشتے روح قبض کرنے کے بعد اسے خوشبودار سفید ریشمی کفن میں لپیٹ لیتے ہیں اور آسمان کی طرف لے جاتے ہیں۔ اس وقت مومن آدمی کی روح سے اس قدر تیز مسک کی سی خوشبو آتی ہے کہ آسمان

اس وقت مومن کو جنت میں اس کا گھر بھی دکھایا جاتا ہے۔ اس کی قبر ستر ہاتھ (یا حدنگاہ تک) فراخ کر دی جاتی ہے اور چودھویں کے چاند جیسی چاندنی سے منور کر دی جاتی ہے۔ جنت کا خوشبودار لباس اسے پہنا دیا جاتا ہے۔ جنت کا خوشبودار، آرام دہ، نرم و نازک بستر اسے مہیا کر دیا جاتا ہے۔ قبر میں مومن آدمی کے پاس ایک خوبصورت چہرے والا، خوبصورت اور خوشبودار لباس پہنے ایک آدمی آتا ہے۔ مومن اسے پوچھتا ہے۔ ”تو کون ہے؟“ وہ کہتا ہے ”تیرے نیک اعمال ہوں اور آخرت کی زندگی میں تجھے آرام اور انعام کی بشارت دیتا ہوں۔“ تب مومن آدمی دعا کرتا ہے ”اے میرے رب! قیامت جلد قائم فرماتا کہ میں اپنے اہل و عیال سے جلدی مل سکوں۔“ بعض احادیث میں یہ بھی آتا ہے کہ مومن آدمی کہتا ہے ”میں اپنے اہل و عیال کے پاس واپس جانا چاہتا ہوں تاکہ انہیں اپنے نیک انجام سے آگاہ کر سکوں۔“ جواب میں فرشتے کہتے ہیں ”اچھا اب تم دلہن کی طرح آرام سے سو جاؤ۔“ (یعنی واپس جانا تو ممکن نہیں) چنانچہ مومن آدمی سو جاتا ہے حتیٰ کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے اس کی قبر سے اٹھائیں گے۔ یہاں سے سفر آخرت کا اگلا مرحلہ شروع ہوتا ہے جس کی تفصیل ان شاء اللہ اگلی کتاب میں دی جائے گی۔

جب کافر کی موت کا وقت آتا ہے تو اس کی روح قبض کرنے کے لئے انتہائی خوفناک سیاہ چہرے والے فرشتے ٹاٹ کا بدبودار کفن ساتھ لے کر آتے ہیں اور آتے ہی اسے ”اے خبیث روح! اے مغضوب روح!“ کے الفاظ سے خطاب کرتے ہیں۔ اسے اللہ کے غضب اور جہنم کے عذابوں کی ”بشارت“ دیتے ہیں۔ کافر کی روح خوف اور ڈر کی وجہ سے جسم سے نکلنا نہیں چاہتی۔ فرشتے اسے اس طرح کھینچ کر نکالتے ہیں جس طرح کانٹے دار لوہے کی سلاخ گیلی اون سے زبردستی کھینچ کر نکالی جاتی ہے۔ قرآن مجید میں اس کیفیت کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے ﴿وَالنَّارُ غَلَّتْ غَرَقًا﴾ ”قسم ہے ان فرشتوں کی جو (کافروں کی جان) جسم میں ڈوب کر نکالتے ہیں۔“ (سورۃ النازعات، آیت نمبر 1) یعنی وہ نکلنا نہیں چاہتی مگر فرشتے اسے زبردستی نکالتے ہیں۔ دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَوْ تَرَىٰ إِذَا الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُو أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنْفُسَكُمُ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ ٥٠﴾